آہ تو زندانیٔ تعمیرِ ہستی کیوں رہا
کچھ خبر بھی ہے اساسِ عالمِ امکاں ہے تو
گرمیٔ اخلاص ہے تیرے لئے سامانِ زیست
کس نے سمجھایا ہے تجھ کو بے سروساماں ہے تو
یہ ترا پیراہنِ خونیں بہارِ آب و گِل
جس پہ نازاں ہے چمن وہ سوختہ ساماں ہے تو
عالمِ تدبیر کی بے دست و پائی پر نہ جا
ارضِ گلشن سے خدا کا آخری پیماں ہے تو
طائرِ نوخیز تجھ سے کم بہا ہے خوا جگی
زندگی تجھ سے عبارت ہے کہ جسم و جاں ہے تو

اے کہ تجھ سے کامیاب و کامراں ہے زندگی
تیرے عنوانِ اثر سے جاوداں ہے زندگی

غزل

از

(جناب برج لال جگی رعنا)

اُداس دل میں نئی امید دل کے جام و ساغر کھنک رہے ہیں
بہت غنیمت ہیں تیرگی میں جو چند شعلے بھڑک رہے ہیں
ہلوئے غم کیا چلی دلوں کے فسردہ غنچے چٹک رہے ہیں
ہے دورِ دورِ خزاں کا لیکن کہیں کہیں گل مہک رہے ہیں
زہے فسونِ طلب کہ سینوں نے بھی حقیقت کا روپ دھارا
نظر سے پنہاں تھے جو نظارے نظر کے آگے چمک رہے ہیں
جو زندگی کے مزاج داں ہیں انھیں ہے یکساں ہر ایک حالت
جو پینے والے ہیں شوق سے وہ ہر ایک ساغر سے چھک رہے ہیں
بلند فطرت ہیں جو ازل سے نہیں کسی سے بھی پست ہوتے
کبھی گرے بھی جو وہ زمیں پر تو مثلِ اوجِ فلک رہے ہیں
یہ دل کا نازک سا آئینہ بھی بڑی قیامت کا آئینہ ہے
کوئی مقابل نہیں ہے لیکن ہزار جلوے جھلک رہے ہیں
نظر جو آتی ہے شر کی صورت اُسی میں مضمر ہے خیر و برکت
کنارِ شب میں چھپا ہے ظلمت وہیں ستارے چمک رہے ہیں
کبھی جو تھے جانِ رنگ و نکہت کبھی جو تھے روحِ باغِ جنت
وہی گل اب باغباں کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہے ہیں
کسی کی آنکھوں کا رنگِ مستی مرے تصور میں چھا رہا ہے
نفس کی موجیں رواں ہیں پیہم کہ جام و ساغر چھلک رہے ہیں
نہ پوچھئے کچھ فریب کیا کیا دیتے ہیں پیم در جاتے دل کو
ابھی گھٹائیں برس رہی تھیں ابھی ستارے چمک رہے ہیں
اٹھا جو دل سے خودی کا پردا عجب تماشا نظر نے دیکھا
حجاب تھے جو رخِ حقیقت پہ رفتہ رفتہ سرک رہے ہیں

نفس نفس میں خیال ان کا نظر نظر میں جمال ان کا
حیات کے راستوں میں رعنا قدم قدم پر اٹک رہے ہیں